انجمن ترقی اردو ہند
کا
ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

ایڈیٹر :- آل احمد سرور

جلد ۱۶	علیگڈھ - ۱۵ فروری ۱۹۵۷ ع	شمارہ ۷

رجسٹرڈ نمبر
اے ۹۲۲
ٹیلیفون نمبر ۲۹
تار کا پتہ
"انجمن"
علی گڈھ

قیمت سالانہ
تین روپیہ
ایک پرچہ
تین آنے
تاریخ اشاعت
۱، ۸، ۱۵، ۲۲

رفتار

خلیل الرحمن اعظمی

ڈاکٹر وحید قریشی اور ریاض احمد اردو تنقید کا ایک انتخاب تین جلدوں میں مرتب کر رہے ہیں جو مکتبہ جدید لاہور سے شائع ہونے والا ہے۔ اردو میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا انتخاب ہوگا۔ اس کی اشاعت کی خبر سن کر معاً میرا ذہن مسٹر ایڈ منڈ ڈی جونس کے ان انتخابات کی طرف گیا جنھیں کئی جلدوں میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا تھا۔ ان انتخابات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ مسٹر جونس نے شعر و ادب اور فکر و فن کے سلسلے میں انھیں ادیبوں کے تنقیدی خیالات کو اہمیت دی ہے جو خود بھی اعلیٰ درجے کے شاعر یا انشا پرداز تھے۔ مثال کے طور پر انیسویں صدی کے انتخاب میں ورڈس ورتھ، شیلی، کولرج، میتھو آرنلڈ، چارلس لیمب، ہیزلٹ، ولیم بلیک، کارلائل، رسکن، والٹر پیٹر، جان اسٹورٹ مل، اور ایمرسن وغیرہ کے مضامین بہت نمایاں ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ سارے ادیب خود بھی صاحب طرز اور تخلیقی فن کار تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اردو تنقید کے انتخاب میں ہمارے ان مرتبین کے پیش نظر کون سا اصول ہے اس لئے کہ یہ بات ان کتابوں کی اشاعت کے بعد ہی کہی جا سکتی ہے لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی اس خواہش کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اردو زبان کے تخلیقی فن کاروں نے ادب اور فن کے سلسلے میں جہاں بھی اپنے تجربات یا ردعمل پیش کئے ہیں ان کی چھان بین کر کے انھیں سلیقے سے ایک جلد میں اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ذیل میں تذکرہ نگاروں سے تو خیر مفر ہی نہیں کیونکہ اس دور میں لے دے کر یہی ہماری تنقید کی متاع ہے اور حالی اور شبلی سے بھی نہیں کہ انھیں باقاعدہ نقاد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، البتہ ان لوگوں کو کھنگالنا ہے جو باضابطہ تنقید نگار تو نہیں تھے۔ لیکن ان کے خطوط، خطبات و تقاریر، دیباچوں اور کبھی کبھار کے مضامین سے ان کے نقطہ نظر اور فنی تجربات کا اندازہ ہوتا ہے۔ شعراء میں غالب اور اقبال کے تنقیدی خیالات کی چھان بین تھوڑی بہت ہوئی ہے۔ وقار عظیم کا مضمون "غالب بہ حیثیت تنقید نگار" (شاعر اردو الہ آباد) ڈاکٹر عبداللہ کا "مرزا غالب کا حاسۂ انتقاد" (ماہ نو) اور عزیز احمد کی کتاب "اقبال کا نظریۂ فن" اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ بیسویں صدی کے بعض شعراء کے تنقیدی خیالات کی تلاش میں زیادہ دقت نہ ہوگی اس لئے کہ ان کی اکثر چیزیں کتابی شکل میں شائع ہو گئی ہیں۔ چکبست، سیماب اکبر آبادی، اثر لکھنوی، یگانہ، جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری کی نثری تحریروں کے مجموعے موجود ہیں ہاں فراق کے بہت سے اہم مضامین "اردو کی عشقیہ شاعری" "اندازے" "حاشیے" اور "اردو غزل گوئی" کے بعد بھی رسالوں میں بکھرے پڑے ہیں جن میں سے چند مضامین کی فہرست یہ ہے:-

میرا نظریۂ شاعری (زمانہ مئی ۱۹۴۰ء) میری شاعری اور تنقید حیات کی کوشش (زمانہ اپریل ۱۹۴۱ء) کچھ اپنی شاعری کے متعلق (جامعہ مئی ۱۹۴۲ء) شاعری غیر حقیقی نہیں ہے (زمانہ اکتوبر ۱۹۴۲ء) اردو شاعری میں اظہار شخصیت (نگار مارچ ۱۹۳۸ء) اردو غزل میں اخلاقیات (نگار فروری ۱۹۳۸ء) اردو نثر سو سال میں کیا سے کیا ہو گئی (نگار ستمبر ۱۹۳۹ء) نئے ادب میں غزل کی جگہ (نیا ادب مارچ ۱۹۴۰ء) سنسکرت ڈراما (زمانہ جنوری ۱۹۳۹ء) سنسکرت ناٹکوں کا پلاٹ (زمانہ مئی ۱۹۳۹ء) سنسکرت ناٹک میں بھاؤ اور رس (زمانہ مارچ ۱۹۳۹ء) شیخ امام بخش ناسخ (نگار جون ۱۹۳۸ء) غالب کی شاعری میں محبوب کا تصور (زمانہ اپریل ۱۹۴۵ء) نظم اور غزل (روح ادب ۱۹۴۵ء)

حسرت موہانی کی شاعرانہ حیثیت پر بہت کام ہوا ہے لیکن تحقیق و تنقید کے سلسلے میں ان کے کارناموں کی پوری چھان بین نہیں ہوئی ہے۔ نکات سخن، معائب سخن اور انتخاب سخن کے علاوہ رسالہ اردوئے معلی میں اُن کے بہت سے تنقیدی مضامین شائع ہوئے ہیں اور "تذکرۃ الشعراء" کے عنوان سے انھوں نے ایک سلسلہ شروع کیا تھا جس کے اکثر مضامین خود حسرت کے قلم سے ہیں۔ شاعری سے متعلق ان کے بہت سے اہم خیالات عبدالشکور نے اپنی کتاب "حسرت موہانی" میں بھی شائع کر دیے ہیں۔ اصغر نے اگرچہ نثر بہت کم لکھی ہے لیکن مثنوی میر حسن و مثنوی گلزار نسیم پر ان کے مقدمے اور ان کا ایک مضمون "اردو شاعری کی ذہنی تاریخ" (زمانہ ستمبر ۱۹۲۴ء) بہت کار آمد ہے۔ اقبال احمد سہیل کے مقدمات نشاط روح، حدیث حسن، خرمن عشق اور نغمۂ دل وغیرہ پر اور غالب پر ان کا وہ مضمون جو ۱۹۳۰ء کے معارف میں شائع ہوا تھا، یہ تحریریں اپنے دامن میں بہت سے اہم تنقیدی خیالات رکھتی ہیں۔ آزاد انصاری کا مضمون "غزل کی حمایت میں" (جامعہ مئی ۱۹۳۹ء) اپنے موضوع پر ایک کار آمد تحریر ہے۔

بیسویں صدی کے صاحب طرز نثر نگاروں میں مہدی افادی، سجاد انصاری، سجاد حیدر یلدرم، قاضی عبدالغفار، مولانا ابوالکلام آزاد، اور مرزا فرحت اللہ بیگ کی تحریروں سے اہم تنقیدی خیالات اور فنی نظریات کی چھان پھٹک کرنی ہوگی۔ رشید احمد صدیقی نے طنز نگاری کے فن پر ایک مستقل کتاب "طنزیات و مضحکات" لکھی ہے اس کے علاوہ پیام اقبال، دیباچہ باقیات فانی، ترقی پسند ادب اور "جدید غزل" میں فن سے متعلق بہت اہم خیالات ہیں۔

جو صرف ایک تخلیقی فن کار کی دسترس میں آ سکتے ہیں۔ پریم چند نے اپنے خطوں اور خطبوں میں اپنے نظریۂ فن سے متعلق بہت واضح طور پر اظہار خیال کیا ہے۔ پطرس کا مضمون عصمت چغتائی (ساقی فروری [illegible]) اردو کا اہم تنقیدی مضمون ہے۔

جدید شعراء میں اختر انصاری کی تصانیف "افادی ادب" اور "ادبی ڈائری"، فیض کے مضامین بیسویں صدی میں اردو ادب کا سماجی پس منظر (نیا ادب ۱۹۳۹ء) طرز بیان اور مضمون (ادب لطیف ۱۹۴۱ء) اردو شاعری میں اشاریت (ساقی ۱۹۴۴ء) جوش ملیح آبادی (آجکل ۱۹۴۶ء) رتن ناتھ سرشار (آجکل ۱۹۴۵ء) اور ان کے دیباچے۔ راشد کا ماورا کا دیباچہ اور مضمون "مبادیٔ تنقید" (ادب لطیف ستمبر ۱۹۴۱ء) میراجی کی کتاب "اس نظم میں" اور ان کے وہ سارے مضامین جو مشرق و مغرب کے اہم شعراء پر ادبی دنیا میں شائع ہوئے ہیں۔ جذبی کا دیباچہ فروزاں (طبع ثانی) اور تحقیقی و تنقیدی مقالہ "حالی کے سیاسی رجحانات" جس پر انھیں حال ہی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی ہے —— یہ ساری نثری تحریریں خاص توجہ کی مستحق ہیں۔ ادھر حال میں بعض شعراء نے اپنے مجموعوں پر جو دیباچے لکھے ہیں ان میں مختار صدیقی (بشنواز) نے، مسعود حسین (تمہید شعر) ناصر کاظمی (اعتبار نغمہ) ابن انشا (چاند نگر) عبدالعزیز خالد (عرض تمنا) بھی بہت غور و فکر کے بعد لکھے گئے ہیں اور اہم تنقیدی خیالات و فنی تجربات کے حامل ہیں۔

اردو کے ان سارے تخلیقی فن کاروں کے خیالات کو سلیقے سے مرتب کر کے ایک مجموعے کی شکل میں شائع کیا جائے تو مجھے توقع ہے کہ نئی نسل کے ادیبوں کو اس سے فن کا شعور حاصل کرنے میں بیش از بیش مدد ملے گی۔

ہماری زبان

۱۵- فروری ۱۹۵۷ء

انجمن کی کانفرنس

انجمن کی مجلس عام نے ۱۰- فروری کے جلسے میں یہ طے کیا ہے کہ ۳۰- ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء کو انجمن کی شاخوں کے نمائندوں اور بعض ممتاز ادیبوں کی ایک کانفرنس علی گڑھ میں کی جائے۔ اس کانفرنس میں انجمن اپنی کاوشوں کا جائزہ لے گی اور آئندہ کے لئے اپنا لائحہ عمل مرتب کرے گی کانفرنس میں خاص طور پر اس مسئلے پر غور کیا جائے گا کہ اردو کو یوپی اور دوسرے صوبوں میں علاقائی زبان تسلیم کرانے کے لئے کون کون سے قدم اٹھائے جائیں۔ اُس وقت تک انتخابات کا اعلان ہوچکا ہوگا اور مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو اپنی آئندہ پالیسی واضح کرنے کا موقع ملے گا۔

اس کے علاوہ ایک اہم مسئلہ ابتدائی ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے مدارج میں اردو کے حقوق کے تحفظ کا ہے۔ پارلیمنٹ یہ قرارداد منظور کرچکی ہے کہ لسانی اقلیتوں کی زبان میں ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور ثانوی مدارس میں اُن کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ ہر ریاست میں حالات مختلف ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ انجمن اپنی شاخوں کی مدد سے سارے ملک کے لئے ایک واضح طریقہ کار وضع کرے اور اس کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرے۔

اس کے علاوہ انجمن کی تنظیم کو بھی اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ نئی ریاستوں کے قیام کی وجہ سے بمبئی مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، پنجاب میں نئی ریاستی شاخیں قائم کرنا ہیں۔ ان صوبوں میں کچھ مقامی شاخیں کام کررہی ہیں۔ ان کو ریاستی شاخوں کے ماتحت کرنا ہے اور پوری مشینری کی کارکردگی اور باقاعدگی بڑھانا ہے۔

اردو صحافت و نشر و اشاعت کے بعض مخصوص مسائل ہیں۔ اس کانفرنس میں ان پر بھی غور کیا جائے گا اور اس طرح منفرد کوششوں کو منظم کرنے کی کوشش ہوگی۔

کانفرنس کے لئے دعوت نامے اور اس کا مفصل پروگرام عن قریب روانہ ہوگا۔

انجمن کے نئے صدر

ڈاکٹر ذاکر حسین کے انجمن کی صدارت سے استعفا دینے کے بعد جناب عبدالمجید خواجہ صاحب نائب صدر انجمن عارضی طور پر صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ خواجہ صاحب مشہور قومی کارکن ہیں۔ اور انھوں نے گاندھی جی اور جواہر لال نہرو کے دوش بدوش ملک کی آزادی میں بڑا نمایاں حصہ لیا ہے۔ وہ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے صدارت کے فرائض سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ چنانچہ ۱۰- فروری کے جلسے میں انھیں کی تجویز پر سید بشیر حسین زیدی وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، متفقہ طور پر انجمن کے صدر منتخب ہوگئے۔ ہمیں خوشی ہے کہ عبدالمجید خواجہ صاحب انجمن کے نائب صدر رہیں گے اور انجمن سے ان کی ہمدردی اور دلچسپی قائم رہے گی۔ زیدی صاحب کا اردو سے گہرا شغف سب پر روشن ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کی قیادت میں انجمن اور ترقی کرے گی، اس کے وسائل اور حلقۂ اثر میں اضافہ ہوگا اور اس کی افادیت اور روشن ہوگی۔

پنڈت نہرو اور اُردو

پنڈت جی برابر اردو کی حمایت کرتے رہتے ہیں اس کے باوجود اردو کے ساتھ ریاستی حکومتیں انصاف نہیں کرتیں، یہ بات بہت سے لوگوں کو عجیب معلوم ہوتی ہوگی ابھی حال میں لکھنؤ میں وہ کانگریس کی انتخابی مہم کے سلسلے میں تقریر کررہے تھے۔ وہاں انھوں نے اردو کے ساتھ بے انصافی پر بھی افسوس کیا اور لوگوں کو توجہ دلائی کہ اردو بھی ہماری قومی زبان ہے۔ اور یوپی میں اسے اس کا حق ملنا چاہئے۔ پنڈت جی ہمارے وزیر اعظم ہی نہیں سارے ملک کے محبوب قومی رہنما بھی ہیں۔ ان سے زیادہ ملک کا بہی خواہ کون ہوسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ

پنڈت جی کے نام پر الیکشن لڑتے ہیں۔ ان کی مقبولیت اور ہردلعزیزی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہیں چلتے۔ وزیر اعظم کی حیثیت سے پنڈت جی حکومت سے احکام جاری کرا سکتے ہیں۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں میں تنگ نظری اور تعصب کم ہو اور تمام اقلیتوں کو مناسب حقوق ملیں۔ اس لئے وہ بار بار اردو کی حمایت میں تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کے فرائض یاد دلاتے ہیں۔

کاش یو۔پی کی حکومت ان کی خواہشوں کی پاسداری میں چوکس ہو اور صرف ان کا نام استعمال کرنے پر قناعت نہ کرے ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اردو لغت

"ہماری زبان" ہر ہفتے ملتا ہے اور اب تو اس کا انتظار رہنے لگا ہے۔ چشم بددور! مشاعروں کی اصلاح کے سلسلے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے ایک ایک لفظ سے اتفاق کرتا ہوں میں اب سے کئی ماہ پہلے الجمعیۃ وغیرہ اردو اخباروں میں لوگوں کو متوجہ کرچکا ہوں مگر ؎

صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

اب ایک ذمہ دار ادارے کے ذمہ دار فرد نے متوجہ کیا ہے دیکھنا ہے کہ کیا ردعمل ہوتا ہے۔

اردو لغت کے سلسلے میں پہلے لوگوں سے تجاویز طلب کرنا مناسب ہے۔ پھر حتمی طور پر اس کی قیمت کا اندازہ لگا لیا جائے اور زیادہ سے زیادہ سو/سوا سو روپے (۱۰۰ / ۱۲۵) کی قیمت چار پانچ قسطوں میں مقرر کردی جائے۔ ایسا ہو کہ لوگ پیشگی ممبر بن جائیں اور قسطوں میں روپیہ ادا کریں انھیں کم سے کم ایک چوتھائی رقم کا فائدہ رہے یعنی اگر قیمت سو روپیہ ہو تو وہ ممبروں کو ۷۵ روپے میں مل جائے۔ جو حضرات ساری رقم یک مشت ادا کردیں انھیں بجائے ۷۵ کے ۶۰۔۶۵ میں پڑ جائے۔ اس طرح خریدار کو بھی فائدہ رہے گا اور انجمن کو بھی کام شروع کرنے میں آسانی ہوگی۔ امید کی جاسکتی ہے کہ حکومت بھی اس نیک کام میں مدد دے۔ لیکن کام کی ابتدا اس سے بے نیاز ہی ہوکر کرنی چاہیے۔

(مختار احمد فاروقی۔ دہلی)

جگراج سنگھ صاحب آپ کی جو اسکیم ایک جامع لغت شائع کرنے کی ہے۔ اس کا دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور اس کی تفصیل کا منتظر ہوں۔

میرا معروضہ ہے کہ اگر آپ توجہ دیں تو ایک چھوٹی لغت جو ہم پایہ انگریزی لغات کے ہو جلد شائع کی جاسکتی ہے اور اس کی ہر اردو داں کو ضرورت ہے۔ اس کی اشاعت میں اس کے سائز کا خیال از حد ضروری ہے۔ اس کا کاغذ (CAMBRIDGE OXFORD) جلد جیسی انگریزی لغت میں ہے اسی نمونے کی ہو۔ اس قسم کے کاغذ سے ضخامت زیادہ نہ ہونے پائے گی۔ اس کو ایسا (HANDY) ہونا چاہیے کہ سفر یا جہاں کہیں بیٹھیں ساتھ رکھ کر استعمال

وہ لے سکیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ جامع لغت بھی از حد ضروری ہے لیکن اس کی ضرورت ہر اردو داں کو نہ ہوگی لیکن مختصر لغت کی ضرورت ہر اردو پڑھنے والے کو ہوگی۔ آپ تصور کیجئے کہ آج کل کی جو لغات بازار میں ہیں ان کی جو حالت ہے وہ گفتنی ناگفتہ بہ ہے ان کو انگریزی کی دوسری کتابوں کے ساتھ نہ رکھا جاسکتا ہے اور نہ ان کو طالب علم اپنے ساتھ لے کر اسکول آسکتا ہے۔ ان کی شکل میں علم کی کوئی شان ہی نظر نہیں آتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ فی الحال ایسی لغت شائع کرنے میں زیادہ محنت کی ضرورت نہ ہوگی۔

نظر برنی جرنلسٹ بلند شہر میں "ہماری زبان" بڑے انہماک سے پڑھتا ہوں۔ ہماری زبان واقعی اردو کا حامی ہے۔ آپ نے جو ایک مستند لغت شائع کرنے کا عزم کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔

جناب عبدالقیوم صاحب ناگوری تحریر فرماتے ہیں کہ اردو لغت کا منصوبہ بہت مفید اور کار آمد ہے اس کو ضرور تکمیل تک پہنچانا ہے۔

ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب (مسلم یونیورسٹی) نے لغت کے سلسلے میں ایک رقمی پیشکش کی تھی۔ ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنقریب لغت کی پوری اسکیم مرتب کرکے پیش کی جائے گی اس کے بعد عملی اقدامات کئے جاسکیں گے۔ فی الحال کسی رقم کی ضرورت نہیں ہے۔

انجمن کی خبریں

مرکزی انجمن مرکزی انجمن کی مجلس ادبی ۔ عاملہ اور مجلس عام کے جلسے جناب عبدالمجید خواجہ کی صدارت میں ۹ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک انجمن کے دفتر۔ علی گڑھ میں ہوتے رہے۔ بیچ میں صرف ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ کھانے کے لئے رہا۔

جلسے میں انجمن اور اردو سے متعلق بہت سے اہم امور پر غور و خوض کیا گیا ۔ مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت فرمائی ۔

۱- عبدالمجید خواجہ　صدر
۲- پنڈت سندر لال　نائب صدر
۳- پروفیسر مسعود حسین رضوی　رکن
۴- مالک رام صاحب
۵- ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب
۶- سید سجاد ظہیر صاحب
۷- شاہ معین الدین صاحب
۸- شہاب الدین دسنوی صاحب
۹- خواجہ غلام السیدین صاحب
۱۰- سید احتشام حسین صاحب
۱۱- حمیدہ سلطان صاحب
۱۲- حامد علی خاں صاحب
۱۳- ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب
۱۴- ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب۔
۱۵- پروفیسر رشید احمد صدیقی
۱۶- پروفیسر آل احمد سرور (جنرل سکریٹری)

انجمن کی مجلس عام نے بالاتفاق آرا جناب کرنل سید بشیر حسین زیدی صاحب (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی) کو انجمن کا صدر منتخب کیا۔

انجمن ترقی اردو ہند کی ادبی مجلس میں حسب ذیل کتابیں اشاعت کے لئے نئے پروگرام میں شامل کی گئیں۔

۱- مدرا راکھشش۔ منظوم ترجمہ بشیشور پرشاد منور لکھنوی
۲- بھارت میں انگریزی راج کا وہ حصہ جو غدر ۵۷ء کے واقعات سے متعلق ہے　پنڈت سندر لال
۳- انتخاب کلام ظفر مع مقدمہ ۔　خلیل الرحمن اعظمی
۴- خطوط سرسید - مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین آرزو (مرتب فارسی ایڈیشن)
۵- ذکر میر (اردو ترجمہ) خورشید الاسلام
۶- شکنتلا (اردو ترجمہ) بیگم قدسیہ زیدی
۷- معیار الشعرا　مرتبہ مالک رام

اردو لغت کے سلسلے میں ایک کمیٹی مرتب دی گئی ہے جو اردو لغت کی پوری اسکیم تیار کرکے لٹریری کمیٹی میں پیش کرے گی۔ اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل تھے ۔

۱- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی
۲- مولانا ضیاء احمد بدایونی
۳- پروفیسر مسعود حسین رضوی
۴- پنڈت سندر لال
۵- ڈاکٹر سید عابد حسین
۶- سید احتشام حسین
۷- ڈاکٹر مسعود حسین خاں
۸- پروفیسر آل احمد سرور　(کنوینر)

یہ طے پایا کہ انجمن کا ایک ادبی حلقہ قائم کیا جائے اور اس کے ممبر بنائے جائیں - ادبی حلقے کے قواعد و ضوابط منظور ہوئے جو آئندہ اشاعت میں شائع کئے جائیں گے ۔ ان قواعد کا خلاصہ یہ ہے کہ "ادبی حلقہ" کے ہر رکن سے سالانہ ۳۰ روپے یک مشت یا دس دس روپے کی تین چار ماہی قسطوں میں رکنیت کی فیس لی جائے گی جس کے عوض ہماری زبان ہفتہ وار قیمتی -/۳ روپے ، انجمن کا رسالہ اردو ادب سہ ماہی قیمتی -/۸ روپے اور -/۲۵ روپے کی انجمن کی کتابیں جو رکن پسند کرے ۔ گویا کل -/۳۶ روپے کی مطبوعات پیش کی جائیں گی ۔ اس کے علاوہ انجمن کی اور کتابوں کی خریداری پر ۲۵ روپے فی صد کمیشن دیا جائے گا۔

بانسوٹ - گجرات

یکم فروری ۱۹۵۷ء کو جمعدار صاحب کے بنگلے پر مجلس انتظامیہ کی میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں تین ممبران پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی جس کو انجمن کا دستور عمل بنانے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔

۶- فروری کو پھر مجلس انتظامیہ کی میٹنگ ہوئی۔ سب کمیٹی نے اپنا بنایا ہوا دستور العمل پیش کیا۔ اس پر غور کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں۔

۱- ۹ فروری کو ایک ہنگامی میٹنگ طلب کی جائے اس کے سامنے دستور عمل منظوری کے لئے پیش کیا جائے
۲- انجمن کے تحت ایک لائبریری قائم کی جائے جس کا

نام انجمن ترقی اردو لائبریری ہوگا۔

۳- لائبریری قائم کرنے میں ممبران کی مدد حاصل کرنے کے لئے ہنگامی میٹنگ میں اپیل کی جائے۔

امروہہ (یو۔پی) انجمن ترقی اردو امروہہ یوپی کا سالانہ علمی اجتماع ۱۶۔ فروری ۱۹۵۷ء کو بڑے اہتمام سے ہو رہا ہے۔ جس میں انجمن کے جنرل سکریٹری پروفیسر آل احمد سرور بھی شرکت فرما رہے ہیں اور اجتماع کی روایات کے مطابق ایک مقالہ بھی پڑھیں گے۔

صبح طلبہ کا مقابلہ بیت بازی ہوگا دوپہر میں طلبہ علمی مباحثہ کریں گے۔ اور ان میں انعامات تقسیم کئے جائیں گے رات میں ادبی نشست ہوگی۔

یوم غالب

انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ دہلی میں ۲۲۔ فروری کو یوم غالب ایک انوکھے انداز میں منایا جا رہا ہے تاکہ اس کی افادی حیثیت بڑھ جائے اس جلسے کی صدارت جناب خواجہ غلام السیدین صاحب فرما رہے ہیں۔ بہت سے ادیبوں، شاعروں اور مشاہیر کی شرکت کی توقع ہے۔

اردو دنیا

"سماج" تین زبانوں میں

ورنگل سے ٹی۔ ایس منوہر سنگھ اور فریدہ تیمر کے زیر اہتمام ایک سہ روزہ جریدے "سماج" کی اشاعت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ یہ پرچہ دو شنبہ اور پنجشنبہ کو ایک ہی وقت میں اردو، تلنگی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہونے لگا ہے۔

کتب خانہ سالار جنگ

سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی حیدرآباد کی جانب سے کتب خانہ سالار جنگ کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست شائع ہوگئی ہے جو ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی بارہ روپے قیمت رکھی گئی ہے اس میں ۱۰۳۵ قلمی کتابوں کا تذکرہ ہے۔ یہ فہرست ریسرچ اسکالرس کے لئے مفید ثابت ہوگی مولوی نصیرالدین ہاشمی نے اسے ترتیب دیا ہے

بنارس (یوپی)

علاقائی اردو کانفرنس بنارس جو ۱۶، ۱۷ فروری ۵۷ء کو ہونے والی تھی وہ جلسہ انجمن ترقی اردو بنارس منعقدہ ۱۰- فروری کے ریزولیوشن کی بنا پر فی الحال الیکشن کی وجہ سے ملتوی کردی گئی ہے اب وہ مئی ۵۷ء میں ہوگی۔

قطعہ

ہم پر بھی اک شباب غزل مہرباں تھا — لیکن یہ عہد وہ تھا کہ آتش جوان تھا
محفوظ تھے پیام ملاقات و خطِ شوق — اُس کا جو نامہ بر تھا وہی پاسبان تھا

غزل

جنوں کے ساتھ جنہیں زعم آگہی بھی ہے — یہ اُن کا جھوٹ نہیں بلکہ شاعری بھی ہے
نقابِ عارضِ رنگیں میں دلکشی بھی ہے — سحر میں جیسے اندھیرا بھی روشنی بھی ہے
لبِ شگفتہ و چشم خمار آلودہ — بتا رہے ہیں تبسم بھی ہے اداسی بھی ہے
جو احتیاط پئے التفات برتی جائے — تو کیا ہرج ہے جو نام اس کا بے رخی بھی ہے
جنہیں مہک سے نوازا ہے موسم گل نے — انہیں گلوں کے لباسوں میں سادگی بھی ہے
بایں ہمہ کہ محبت پہ اختیار نہیں — ہر آدمی کے لئے عشق لازمی بھی ہے
اسے "نسیم چمن" کہہ رہا ہوں میں لیکن — کہیں "نسیم چمن" مڑ کے دیکھتی بھی ہے
گرائی جاتی ہے بالوں کی لٹ جو چہرے پر — مراد اس سے تخاطب بھی دلکشی بھی ہے
اگر یہ راہ بنانا ہے تو سوچنا ہوگا — جو راستہ نہ دکھائے وہ روشنی بھی ہے
کس اعتبار سے ہم دعوئے بہار کریں — گلوں میں رنگ شگوفوں میں تازگی بھی ہے
ہمارے حال پریشاں پہ "اے طرب کا رو" — یہ مت کہو یہ تقاضائے زندگی بھی ہے

تمیز مطرب و شاعر کہاں رہی اے شاد
سخنوروں کے لئے شرط "گائکی" بھی ہے

(شاد عارفی)

اردو دنیا

انجمن اردوئے معلیٰ

۱۶ فروری کو انجمن اردوئے معلیٰ مسلم یونیورسٹی کا ایک جلسہ پروفیسر آل احمد سرور کی صدارت میں ہوا۔ جس میں سید سجاد ظہیر صاحب نے "ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس" کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے۔

سجاد ظہیر صاحب نے فرمایا کہ ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس جو اواخر ستمبر نئی دہلی میں ہوئی اس کے پیش نظر مقاصد میں یہ بات بھی تھی کہ ایشیا کے ادیب مغربی ادب سے تو واقف ہیں اور وہاں کے ادیبوں اور شاعروں کو جانتے ہیں لیکن ایشیا کی زبانوں کے بارے میں بہت کم معلومات رکھتے ہیں۔ اس لئے کانفرنس نے یہ سوال اٹھایا کہ کس طرح ایشیائی ادیبوں کے درمیان تہذیبی روابط قائم کئے جائیں۔

انھوں نے فرمایا کہ اس طرح کی کانفرنسیں ادیبوں کو اچھا ادیب بنانے میں مدد کرتی ہیں کیونکہ ایسے موقع پر ادیب ایک جگہ بیٹھ کر اپنے تہذیبی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انھوں نے یہ نوید بھی سنائی کہ امسال دسمبر میں ہندستان کی مختلف زبانوں کے ادیبوں کی ایک کانفرنس کلکتہ میں ہو رہی ہے۔

سجاد ظہیر صاحب کی تقریر کے بعد پروفیسر آل احمد سرور نے ایک مختصر تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر اس طرح کی کانفرنسیں ہوتی رہیں تو اس سے ادیبوں اور عوام دونوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ ادیب، سرکاری سفیروں سے بہتر سفیر ہوتا ہے۔

سرور صاحب نے فرمایا کہ دسمبر کی کلکتہ کانفرنس سے پہلے اردو ادیبوں کی ایک کانفرنس ہونی چاہیے اس کانفرنس کو انجمن ترقی اردو یا ایسی کوئی ذمہ دار جماعت کر سکتی ہے۔ اور ہم علی گڑھ کے لوگوں کو اس معاملے میں پہل کرنی چاہیے۔

اس جلسے میں ڈاکٹر عبدالعلیم، ڈاکٹر معین احسن جذبی ڈاکٹر مختارالدین احمد، احترام الدین شاغل، ظہیرالدین علوی خلیل الرحمن اعظمی، ضیاء احمد بدایونی، نسیم قریشی کے علاوہ اور حضرات بھی شریک تھے۔

نظیر اکبرآبادی کی برسی

آگرہ میں اردو کے مشہور شاعر نظیر اکبرآبادی کے مزار پر ۷۔ فروری ۱۹۵۷ء کو ۲۰۰ ویں برسی منائی گئی۔ ملک کا یہ عظیم شاعر ۱۷۴۰ء میں پیدا ہوا اور اپنی ساری عمر غربت میں کاٹ دی۔ ان کی اس برسی کے موقع پر مختلف علاقوں کے نمائندے اور تقریباً پانچ سو شعراء کرام نے شرکت کی۔

پنڈت جی اور اردو

لکھنؤ کے ایک بڑے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ ہم اردو جیسی زبان کو دیس نکالا نہیں دے سکتے۔ ہم اسے پاکستان میں کیوں پھینکیں۔ وہاں تو اسے ٹھیک طور پر بولا بھی نہیں جا سکتے یہ بہت مقبول زبان ہے۔ ہمیں اس کو تقویت دینا چاہیے اور آگے بڑھانا ہے۔ اس سے ہندی پر کوئی اثر نہ ہوگا کیوں کہ ہندی ہماری سرکاری زبان تسلیم کی جا چکی ہے۔

کلکتہ یونیورسٹی میں اردو

کلکتہ یونیورسٹی میں اردو دوبارہ رائج ہو رہی ہے۔ واضح ہو کہ پچھلے دنوں یونیورسٹی میں اردو کا تعلیمی سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔

اب حکومت بنگال کے اعلان کے مطابق اگر کوئی طالب علم اردو مضمون میں داخلہ لینا چاہے تو یونیورسٹی اس کے لئے انتظام کر دے گی۔

اردو کی ترقی کے لئے اقدامات

بدایوں کی ایک ادبی نشست میں رائے کنور بہادر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں شاعروں اور ادیبوں کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اردو کی ترقی کے لئے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے جس کے لئے اتحاد لازمی ہے

اس جلسے میں انجمن بہار ادب کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے صدر بابو رمیش چند آنریری مجسٹریٹ اور سکریٹری وحشی بدایونی چنے گئے

معاصرین

ناگری رسم خط

اے ، ن ، س ، نیوز ایجنسی کی خبر لکھنؤ کے روزنامہ قومی آواز میں :-

" لکھنؤ ۲۲ جنوری - الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ میں آج اکبر الہ آبادی کا ایک شعر حرف بحرف صادق آگیا جب مسٹر جسٹس آنند نارائن ملا نے پنچایت عدالت کے ایک فیصلہ کو مسترد کردیا ...... سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے اپنے احکام ہندی زبان میں دئے تھے اور وہ تحریر ایسی تھی کہ ہائی کورٹ میں اسے کوئی نہ پڑھ سکا - مسٹر جسٹس ملا نے مجسٹریٹ کو عدالت میں طلب کیا کہ وہ اپنے اس فیصلہ کو جو انھوں نے ہندی میں لکھا ہے پڑھیں اور اس کا مطلب بتائیں -

نیوز ایجنسی نے خبر کی سرخی جمائی ہے " ...... حل ہوئی فی الفور نجات " اور اکبر کے جس شعر کی یہ تلمیح ہے وہ پورا یہ ہے سے

بس کہ تھا نامۂ اعمال مرا ہندی میں
کوئی پڑھ ہی نہ سکا مل گئی فی الفور نجات

(اقتباس از صدق جدید)

اردو کا مرتبہ

امریکہ کے اسسٹنٹ کمشنر انٹرنیشنل تعلیمات آلیور جے کالڈول نے واشنگٹن میں اپنی تقریر میں کہا کہ ان کے اندازہ میں -

۲۵ - کروڑ انسان انگریزی بطور اصلی زبان کے بولتے ہیں -

۵ کروڑ اور ۱۰ کروڑ کے درمیان انسان انگریزی بطور ثانوی زبان کے استعمال کرتے - ۱۰ کروڑ کے قریب انسان اردو اور روسی بولتے ہیں " (دکن ٹائمز مدراس ۱۰ جنوری ۵۷ء)

گویا ہندستان میں نہیں ، پاکستان میں نہیں - صرف مشرق میں بھی ساری دنیا میں انگریزی کے بعد دوسرے نمبر پر اردو ہی ہے - (اقتباس از صدق جدید)

" اب یہ اونچے درجہ کے لوگوں کا کام ہے کہ وہ احسان کا بدلہ احسان سے دیں اور شریفوں کی شرافت کا وزن محسوس کریں "
مخلص

اردو ــــ ایک مشترکہ سرمایہ

مسٹر حبیب الرحمن

سکریٹری ریاستی شاخ انجمن ترقی اردو آندھرا نے حیدرآباد آگروال کالج میں ایک مفصل تقریر فرمائی ہے جس کی رپورٹ ہمارے پاس پہنچ گئی ہے - اس کے ضروری اقتباس ہم عصر روزنامہ الجمعیۃ نے اپنے اداریہ مورخہ ۱۳ - فروری میں لے کر مدلل بحث کی ہے - اس لئے ہم عدم گنجائش کی وجہ سے صرف اداریے کے چند ٹکڑے یہاں نقل کرتے ہیں کہ سونے پر "سہاگہ" کا مصداق ہوجائے -

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو حیدرآباد کے سکریٹری نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں زبانوں کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے دو باتوں پر خاص زور دیا ہے - اول یہ کہ " اردو اتنی سخت جان ہے کہ اپنے بل بوتہ پر چل رہی ہے ورنہ اسے مٹانے میں کسر نہیں چھوڑی گئی - " مٹانے کا قصہ یہ ہے کہ ایک مدت تک تو یہی فرمایا گیا کہ اردو ، سرے سے کوئی زبان ہی نہیں - یہ ان لوگوں نے کہا جو چوٹی کے کانگریسی اور گاندھی بھگت مشہور ہیں - مگر جب ایسے لوگوں کو ذرا شرم آئی تو انھوں نے یہ کہنا چھوڑ دیا کہ اردو کوئی زبان نہیں مگر اردو کو مٹانے میں سرگرم رہے اور اب تک اس مقدس جہاد میں مشغول ہیں - اگرچہ پنڈت جواہر لال نہرو بار بار کہہ چکے ہیں کہ اردو کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا - مگر متعصب کانگریسیوں پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا " ...... اس بات کو بھی چھوڑیے کہ اردو کے بارے میں گاندھی جی کا کیا خیال تھا - اسے بھی جانے دیجئے کہ کانگریس نے اردو کے بارے میں کیا طے کیا تھا - صرف یہ دیکھئے کہ دستور میں اردو کو چودہ زبانوں کے ساتھ علاقائی زبان تسلیم کیا گیا ہے مگر اردو کی علاقائی حیثیت ہوا میں معلق ہے اور جب اردو دشمنوں کو شرم دلائی جاتی ہے کہ اردو کا نہ سہی دستور ہی کا احترام کرو اور یہ بتاؤ کہ اردو کس علاقہ کی زبان ہے تو اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے -

سکریٹری انجمن ترقی اردو نے دوسری بات یہ کہی کہ " دوسری زبانیں ہندستان کو تقسیم کررہی ہیں لیکن اردو ہندستان کو ایک روز متحد کرکے رہے گی " اور ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندستان کبھی متحد نہ ہوگا کیونکہ اردو کو مٹایا جارہا ہے -

جو لوگ اردو کے حامی ہیں ان کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ کانگریس سے اردو کا مطالبہ منواتے اور پھر اسے ووٹ دینے کا وعدہ کرتے - مگر اردو والے ایسی ذلیل حرکت نہیں کرسکتے -

مراسلات

ادبی اکاڈمی لکھنؤ

ادبی اکاڈمی لکھنؤ کے ممبران، عہدے داران اور مختلف شعبہ جات کے ذمہ داران کا ایک جلسہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی کے مکان پر منعقد ہوا۔ یہ جلسہ دستور العمل کی ترتیب اور اکیڈمی کے ترجمان "جائزہ" کے سلسلے میں طلب کیا گیا تھا۔ جلسہ میں پروفیسر احتشام حسین، ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، پروفیسر عبدالاحد خاں خلیق، چودھری نفیس احمد، نسیم احمد، شجاعت علی سندیلوی، اسحٰق صدیقی اور وارث کرمانی صاحبان کی شرکت قابل ذکر ہے۔

احتشام صاحب نے دستور کا مسودہ دوبارہ پیش کیا۔ جو متفقہ طور پر منظور ہوا۔ اکیڈمی نے اپنے آئندہ عمل کے متعلق طے کیا کہ باقاعدہ کام اپریل ۱۹۵۷ء سے شروع کیا جائے۔ جائزہ مئی کے مہینے میں انقلاب ۱۹۵۷ء کے حالات پر نکالا جائے۔ مختلف ادبی انجمنوں کی طرف سے جو اشتراک و تعاون کے سلسلے میں خطوط آئے ان کو جنرل سکریٹری نے پیش کیا۔ جلسہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ اردو کی ترقی اور بقا میں ہر ادبی انجمن ادبی اکیڈمی کا ہاتھ بٹائے گی۔

جائزہ کی ترتیب کے سلسلے میں حسب ذیل حضرات کو ذمہ دار بنایا گیا۔ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، پروفیسر احتشام حسین، ڈاکٹر نذیر احمد، عبدالاحد خاں خلیق اور شجاعت علی سندیلوی۔

(شجاعت علی سندیلوی)

برہان پور جنتا لائبریری

برہان پور جنتا لائبریری کی طرف سے ایک جلسہ جاوید انصاری نائب معتمد انجمن ترقی اردو شاخ برہان پور کی صدارت میں ہوا۔ جس میں قلمی رسالہ نکالنے کی تجویز منظور ہوئی۔ جلسے میں مندرجہ ذیل شعرا نے اپنا کلام سنایا۔

خورشید فاضل، اقبال نصیب، اختر پرویز، عزیز الرحمٰن انصاری، فضل صدیقی، اکرم خلیقی، لچھمن داس اور شکو پردیشی۔ آخر میں مخدوم جابر نے فرمایا کہ ادیبوں اور شاعروں کو ایسے ادبی پروگراموں میں دلچسپی سے حصہ لینا چاہیے۔

یوم پریم چند

بیجاپور سے محبوب خاں عراقی سکریٹری بزم اردو اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۳ فروری ۱۹۵۷ء کو طلبائے بیجاپور کالج کی کوششوں سے انجمن ہال میں یوم پریم چند منایا گیا اور جلسے میں پریم چند سے متعلق مضامین پڑھے گئے۔

مئو ناتھ بھنجن میں مشاعرہ

۲۰ فروری کو بزم ادب اردو، مسلم انٹر کالج کی جانب سے ایک کامیاب محفل مشاعرہ منعقد ہوئی۔ مندرجہ ذیل شعرا نے اپنا کلام سنایا۔

مجاہد گورکھپوری، شفیق جونپوری، نذیر بنارسی، مسلم انصاری، فضا ابن فیضی، فنا کانپوری، انور مرزا پوری، راز الٰہ آبادی، بیکل بلرام پوری، عارف عباسی، ماہر الٰہ آبادی، جوہر بجنوری، آغا رشید منظر، ایم۔ اے حفیظ بنارسی، جوہر صدیقی، شوکت مجید، حمید عارف، سراج بنارسی، عدیل عباسی، جانی چڑیا کوٹی، فاروق اکرم، رہبر مبارک پوری، قمر مئوی، عارف صدیقی۔ وغیرہ۔

اپنا پتہ دیکھئے

مہربانی فرماکر آپ اپنا پتہ ضرور دیکھئے۔ کہیں آپ کے پتے کی چٹ پر سرخ لکیر تو نہیں کھنچی ہے؟ یہ سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اس ماہ سے آپ کی میعاد خریداری ختم ہوگئی ہے اب آپ فوراً تین روپے ذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ تاکہ اخبار آپ کے نام جاری رہ سکے۔

اس ماہ کے بعد جن صاحبوں کی میعاد خریداری ختم ہو رہی ہے ان کے خریداری نمبر نیچے دیے جا رہے ہیں۔ نمبر خریداری جو ۲۲ فروری ۱۹۵۷ء کے بعد ختم ہو رہے ہیں۔

۹۳ ، ۹۴ ، ۹۵ ، ۹۹ ، ۱۰۵ ، ۱۰۶

۱۵۳ ، ۱۸۴ ، ۲۷۱ ، ۲۹۹ ، ۳۲۸ ،

۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۲۴۹ ،

پنج شیل کے دور میں اردو زبان

گورنمنٹ کالج نابھ (پنجاب) میں ایک مشاعرہ ڈاکٹر گوردھن لال بخشی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں پنڈت میلا رام وفا، پروفیسر پال سنگھ بیدار، زمزم بجنوری، ظہور سہارن پوری، سلیم لکھنوی، نوبہار صابر، رشی پٹیالوی روشن پٹیالوی، پروفیسر راجندر سوڈ اور دیپک دہلوی کے علاوہ مقامی شعراء نے شرکت کی۔

ڈاکٹر بخشی نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ "اردو ایک خالصاً ہندستانی زبان ہے جس نے اسی دیس میں جنم لیا ہے اور یہیں پلی بڑھی ہے اور یہیں پروان چڑھی ہے اس پنج شیل اور باہمی دوستی کے دور میں اردو زبان کو ترقی کرنے کا پورا پورا موقع ملنا چاہئے۔ اردو زبان ہند مسلم کلچر کا سنگم رہی ہے۔ اس شاندار زبان کو ہر قیمت پر زندہ رہنا چاہئے۔"

بزم ادب

صابر گلشن آبادی، انجمن سے اطلاع دیتے ہیں کہ بزم ادب توپ خانہ اجین کی جانب سے ۳۔ فروری ۵۷ء کو عطا گوالیاری کی صدارت میں مشاعرہ ہوا جس میں حسب ذیل شعراء نے حصہ لیا، عطا صدیقی، عادل مہوی، سلطان احمد صدیقی ماہی عنایتی، ماسٹر وحید الحسن واحد، صابر گلشن آبادی، قمر اندوری، جہانگیر اشرف اندوری، حمید اندوری، تاور اندوری احمد اندوری، محمود اجینی، نظام اجینی، حیات اجینی، دولت جیالاوالڈی، شفیق اثر، حفیظ صاحب، قسیم شنگاپوری، اور مجنوں۔

اس کے بعد ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ ایک آل انڈیا ریڈیو بھوپال کا اجین کے شعرا کو نظر انداز کرنے سے متعلق اور دوسرا مدھیہ پردیش میں اردو کو اس کا حق دلانے کے سلسلے میں۔

لٹریری ایسوسی ایشن

عشرت دھولپوری اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریت کی خوشی میں لٹریری ایسوسیشن دھولپور کے زیر اہتمام ایک جلسہ سراج دھولپوری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مشاعرے کے بعد ایسوسی ایشن کے انتخابات کی تجدید حسب ذیل طریق پر ہوئی۔ حضرت سراج دھولپوری ۔ صدر ٭ عشرت دھولپوری سکریٹری۔ عزیز دھولپوری جوائنٹ سکریٹری اختر عباس اختر جوائنٹ سکریٹری۔ مرزا حمید بیگ نشتر خازن۔

یہ کتابیں ملیں

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

سدرہ و طوبیٰ:۔ مصنف۔ الم مظفر نگری
ناشر:۔ مکتبہ برہان دہلی
حجم:۔ ۲۰×۳۰/۱۶۔ صفحات ۱۹۹
کاغذ اچھا۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

آہنگ سرمدی:۔ مصنف۔ الم مظفر نگری
ناشر:۔ مکتبہ برہان۔ دہلی
حجم ۲۰×۳۰/۱۶۔ صفحات ۱۱۹۔
کاغذ اچھا۔ قیمت دو روپے

سیاسی معلومات (جلد دوم حصہ اول) مصنف۔ اسرار احمد آزاد
ناشر:۔ مکتبہ برہان۔ دہلی
حجم:۔ ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۴۷۸
کاغذ اچھا۔ قیمت پانچ روپے ۸ آنے

سوویٹ یونین میں مسلمان۔ مصنفین۔ ویغری موف و رچیا روف
ناشر:۔ نمائندہ تاس نیوز ایجنسی نئی دہلی
حجم:۔ ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۷۰
کاغذ اچھا۔ قیمت دو آنے

سیتا:۔ مصنف:۔ کرنل میڈوز
مترجم:۔ محمد رئیس الزماں خاں
ناشر:۔ راجہ رام کمار بک ڈپو۔ لکھنؤ
حجم:۔ ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۴۸۸
کاغذ اچھا۔ قیمت پانچ روپے

تازیانے:۔ مصنف۔ زین القضاۃ احمد بن محمد الٰہی
مترجم۔ مولانا ابوالبیان حماد
ناشر:۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب۔ کراچی
حجم:۔ ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۸۸۔
کاغذ اچھا۔ قیمت تین روپے

سیرت پاک۔ مرتبہ:۔ بشیر محمد شارق۔ دہلوی
ناشر:۔ کارخانہ تجارت کتب۔ کراچی
حجم ۲۰×۳۰/۱۶۔ صفحات ۱۹۲
کاغذ اچھا۔ قیمت ایک روپیہ ۸ آنے

تبصرے

سروشِ ہستی

مصنف :- شاد عظیم آبادی
ناشر :- کتاب منزل ، سبزی باغ پٹنہ ۴
قیمت :- تین روپے آٹھ آنے

شاد عظیم آبادی اردو کے ان قابلِ قدر شعراء میں ہیں جنھوں نے اردو غزل کی بھی سے ہیں جنھوں نے لب و لہجہ کا رس شامل کرکے اردو شاعری کو ایک نئی آواز سے آشنا کیا اس اکیلے شاعر نے اردو غزل کو جن نئے امکانات سے آشنا کیا ہے اس کا ابھی خاطر خواہ اعتراف نہیں کیا گیا ہے۔ عزیز احمد نے اپنے ایک مقالے میں جو "نقوش" میں شائع ہوا تھا شاد کی شاعری پر ایک نئے زاویے سے روشنی ڈالی ہے۔ نیز جلیل قدوائی نے "ماہ نو" میں ایک مضمون کے ذریعے ان کی شاعری کے کچھ اچھوتے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ حمید عظیم آبادی کی خدمات اس لحاظ سے قابلِ تحسین ہیں کہ انھوں نے شاد کے کلام کو مختلف مجموعوں میں سلیقے کے ساتھ مرتب کرکے شائع کیا ہے۔ اس طور پر اس باکمال شاعر کے کارناموں کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کردیا ہے۔ "سروشِ ہستی" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں شاد کے قطعات کو جمع کیا گیا ہے ابتدا میں مرتب نے ۴۵ صفحے کا ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں فارسی و اردو کی قطعہ نگاری کا مفصل جائزہ لیتے ہوئے اس صنفِ سخن میں شاد کی خدمات کا تعین کیا ہے۔ اس کے بعد تیس صفحے کا ایک مقالہ پروفیسر زکی الحق (پٹنہ یونیورسٹی) نے لکھا ہے۔ شاد کے قطعات کا مطالعہ کرنے کے بعد راقم الحروف کی یہ رائے ہے کہ دراصل نظمیں ہیں اور یہ وہی ٹکنیک ہے جسے بعد میں اقبال نے فلسفیانہ اور فکری شاعری کے لئے اختیار کی۔ اس لحاظ سے شاد کا اس نوع کا کلام اقبال کی شاعری کا پیش رو ہے۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں :- اسرارِ وجود ، تغیراتِ عالم ، خاک کا پتلا ، آدم وحوا سے ملاقات ، خدا اور انسان ، آشوبِ زمانہ روح ، طلسمِ ہستی ، ذوقِ معرفت ، عدم و وجود ، افسانۂ عبرت یہ تمام نظمیں جدید قطعہ نگاری کے طرز پر نہیں ہیں جہاں صرف دو شعروں میں بات کہہ دی جاتی ہے۔ (جس کا سب سے اچھا نمونہ اختر انصاری کے قطعات ہیں) بلکہ یہ تمام بھرپور نظمیں ہیں جن میں چالیس چالیس ، پچاس پچاس شعر بھی ہیں اس مجموعے کی تمام نظمیں انسان اور کائنات کے بارے میں ایک فلسفیانہ سطح سے لکھی گئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کے علاوہ شاد کے اس طرز سے بہار کے مشہور شاعر جمیل مظہری نے بھی استفادہ کیا ہے۔ "لوازمِ شاعری" کے عنوان سے ایک منظوم خط خاص طور پر مطالعہ کے قابل ہے جو رسالہ معارف یکم اگست ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا تھا اس خط میں ۱۱۹ اشعار ہیں۔ یہ نظم شاد کے فنی نقطۂ نظر کی بڑی اچھی ترجمان ہے۔ "پیروئ مغربی" کا نعرہ سب سے پہلے حالی نے بلند کیا تھا۔ اس موضوع پر شاد کے خیالات ملاحظہ ہوں :-

جہاں تک ہے مری دستگاہ اس فن میں
مجھے پسند ہے انداز اہلِ یورپ کا
قلم سے لیتے ہیں اپنے وہ موقلم کا کام
اتار لیتے ہیں گویا وہ ہو بہو نقشا
مبالغہ ہے نہ باتیں خلافِ فطرت ہیں
نہ وہ طریق کہ معنی کا لگ سکے نہ پتا
وہ جانتے نہیں الٹی کا آم کر دینا
جسے سمجھتے ہیں معراج ادھر کے سب شعراء
نمک کلام میں اتنا کہ اہلِ ذوق ہوں خوش
بلیغ اصل مضامیں ، سلیس طرزِ ادا
بعینہٖ مگر ان کی ضرور کیا تقلید
کہ مقتضا بھی تو ہر ایک ملک کا ہے جدا
ہر ایک چیز کو اس کی جگہ پہ غور کرو
کہ مقتضائے طبیعت ہے اس جگہ کا کیا
ہمارے اُن کے مذاقوں میں جس جگہ ہے فرق
تو اس جگہ نہیں تقلید ان کی ہم کو روا

مغرب کی شاعری کے متعلق یہ متوازن رویہ ڈاکٹر عبداللطیف اور کلیم الدین احمد جیسے نقادوں کی توجہ کا مستحق ہے۔

اُردو کی کہانی

مصنف :- سید احتشام حسین
ناشر :- سید افتخار حسین - ادارہ فروغ اردو - لکھنؤ
قیمت :- ایک روپیہ چھ آنے

اردو زبان و ادب کی یوں تو کئی تاریخیں لکھی گئی ہیں لیکن بچوں کے لئے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو ایک طرف ان کی ضروریات کے لحاظ سے مختصر ہو، دوسرے ان کی نفسیات کے پیش نظر دلچسپ اور سادہ اسلوب میں ہو۔ اردو کے بالغ نظر نقاد سید احتشام حسین نے سب سے پہلے اس امر کی طرف توجہ کی ہے اور ۸۸ صفحے کی ایک کتاب لکھی ہے۔ احتشام صاحب نے دیباچے میں لکھا ہے جب کوئی ساڑھے تین سال پہلے میں امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں مشہور عالم اور ادیب ڈاکٹر رچرڈس سے ملا اور ان سے اعلیٰ ادب، تنقید اور بنیادی انگریزی کے بارے میں باتیں ہوئیں تو فوراً میرا خیال اردو کی طرف گیا اور اس کی کوتاہیوں کا شدید احساس ہوا۔ اسی وقت یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ ہمارے بچوں کی تعلیم (خاص کر ادب کی) کس غیر منظم طریقے پر ہو رہی ہے۔ نہ ان کی دماغی ضروریات کی طرف توجہ کی جا رہی ہے نہ نفسیات کی طرف اور نہ کبھی اس بات پر دھیان دیا جاتا ہے کہ کس عمر میں ان کو کتنی معلومات حاصل ہونا چاہئے۔ خود مجھے کبھی ان مسائل پر زیادہ غور کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ گو ان کی اہمیت کا احساس ہے یہ چھوٹی سی کتاب اسی احساس کا نتیجہ ہے ۔

ہمیں مسرت ہے کہ یہ کتاب اپنے مقصد میں کامیاب ہے اور احتشام صاحب کی یہ خدمت ہر طرح لائق مبارک باد ہے۔

اُردو شاعری کی روایات

مصنف :- شارق میرٹھی ایم۔اے
ناشر :- مرکز ادب - رحمانیہ کالج
رنگون - (برما)

قیمت :- دو روپے

یہ کتاب شارق میرٹھی کے بارہ تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے اور اس کی ضخامت ۱۲۸ صفحے ہیں۔ بعض مضامین کے عنوانات یہ ہیں :-

ادب میں اظہار شخصیت، غالب کی شخصیت، ادب میں مرگ و حیات کا تصور، مختصر افسانہ، ہماری شاعری کا جغرافیائی پس منظر، نیا ادب، حالی، ادب میں جدید میلانات کا پس منظر، اردو شاعری کی روایات، وغیرہ۔

شارق صاحب کے یہ مضامین مختصر اور سرسری ہیں اور ان میں ادب کے عام طالب علموں کے لئے بہت سے مفید اشارات اور کارآمد باتیں جمع کر دی گئی ہیں اس مجموعے کا سب سے طویل مضمون "احسن مارہروی مرحوم کے آئینے میں" ہے۔ یہ مضمون ہر لحاظ سے کیتی ہے۔ البتہ "میری شاعری" کے عنوان سے جو مضمون شارق صاحب نے اپنی شاعری کے متعلق لکھا ہے اس کی شمولیت اس مجموعے میں کچھ زیادہ مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کتاب کے نام سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ ایسے نام میں سے مضامین کے مجموعے پر مستقل تصنیف کا دھوکا ہو ہمارے نزدیک مستحسن نہیں۔

(خلیل الرحمن اعظمی)

(پرنٹر پبلشر اطہر پرویز نے نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپوا کر مرکزی انجمن علی گڑھ سے شائع کیا)